



Title

Journal of BAHISEEN

Issue

Volume 03, Issue 03,
July -September 2025

ISSN

ISSN (Online): 2959-4758

ISSN (Print): 2959-474X

Frequency

Quarterly

Copyright ©

Year: 2025

Type: CC-BY-NC

Availability

Open Access

Website

ojs.bahiseen.com

Email

editor@bahiseen.com

Contact

+923106606263

Publisher

BAHISEEN Institute for
Research & Digital
Transformation, Islamabad

انسان کی فکری ترقی میں ادیان سماوی کا کردار: ایک تحقیقی جائزہ

The Role of Divine Religions in Intellectual Development of Humanity: A Research Analysis

Muhammad Usama

MPhil Scholar in Islamic Studies, University of Malakand

Email: usamafahim782@gmail.com

Dr. Badshah Rehman (Corresponding Author)

Associate Professor in Islamic Studies, University of Malakand

Email: Badshahrehman@uom.edu.pk

Sulaiman Kaka Khel

MPhil Scholar in Islamic Studies, University of Malakand

Email: sulaimankakakhel@gmail.com

Abstract

The purpose of this study is to investigate the important and complex contributions that divine faiths such as Islam, Christianity, and Judaism have made to human intellectual growth. These revealed religions have had a significant impact on human cognition, philosophy, science, ethics, law, and education throughout history, in addition to addressing spiritual and moral aspects of existence. This research erratically looks at how religious texts, prophetic teachings, and heavenly revelations paved the way for logical thought, advanced literacy and knowledge, and stimulated reflection on the cosmos and human nature. During crucial junctures like the Islamic Golden Age and the European Enlightenment, it emphasizes the contributions of religious scholars and civilizations like the Muslim philosophers and scientists, Christian theologians, and Jewish rabbis who united revelation and reason and significantly influenced human thought. The study also examines the Quran's emphasis on knowledge, reasoning, and introspection as means of fostering intellectual growth. This study offers a thorough explanation of how heavenly faiths have functioned as dynamic forces for intellectual progression, cultural flourishing, and civilizational progress rather than as obstacles to intellect by utilizing historical, analytical, and comparative techniques. The study comes to the conclusion that throughout history and across many communities, the divine message has served as a constant source of inspiration for the advancement of human reason, creativity, and critical thinking.

Keywords: Divine Religions, Intellectual Development, Humanity, Islam, Judaism, Christianity

انسانی تاریخ کا مطالعہ اس حقیقت کو واضح کرتا ہے کہ انسان کی فکری، روحانی اور تہذیبی ترقی میں ادیانِ سماوی نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ انسان محض مادی وجود نہیں بلکہ ایک باشعور، غور و فکر کرنے والا اور مقصدِ حیات کا متلاشی مخلوق ہے۔ یہ شعور، یہ وجدان اور یہ جستجو اسے محض تجرباتی علم یا سائنسی ترقی سے نہیں بلکہ الہی ہدایت سے حاصل ہوئی ہے جو اسے وحی اور آسمانی مذاہب کے ذریعے ملی۔

ادیانِ سماوی جیسے اسلام، عیسائیت اور یہودیت، نے انسان کو صرف عبادات کی تعلیم نہیں دی بلکہ عقل، علم، غور و فکر، اخلاق، انصاف اور مقصدیت جیسے اعلیٰ تصورات سے روشناس کیا۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے صرف روحانی رہنمائی ہی نہیں کی بلکہ علم و شعور، تعلیم و تربیت، فکری آزادی اور معاشرتی عدل کا پیغام بھی دیا۔

اسلام نے خاص طور پر عقل و شعور کو بہت اہمیت دی۔ قرآن مجید بار بار "افلا تعقلون" (۱)، "افلا تتفكرون" (۲) جیسی اصطلاحات کے ذریعے غور و فکر، علم و حکمت کی ترغیب دیتا ہے۔ یہ دین انسان کو دعوت دیتا ہے کہ وہ کائنات کے مظاہر میں غور کرے، خود کو پہچانے، اور خالق کائنات تک رسائی حاصل کرے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰؑ کی تعلیمات نے رحم، محبت اور فکری حریت کو فروغ دیا جبکہ حضرت موسیٰؑ کی شریعت نے قانون، نظم اور اجتماعی شعور کو بیدار کیا۔

ادیانِ سماوی نے انسانی فکر کو نہ صرف محدود مادیات سے نکالا بلکہ اسے ایک ایسی وسعت عطا کی جو آفاقی اور ابدی اقدار پر مبنی ہے۔ ان مذاہب کی بدولت انسان نے مقصدِ زندگی کو جانا، اخلاقی نظام تشکیل دیے، علمی و سائنسی میدانوں میں ترقی کی، اور اپنی فکری صلاحیتوں کو نکھارا۔ دورِ جدید میں اگرچہ سائنسی ترقی اور سیکولرزم کا غلبہ نظر آتا ہے، مگر آج بھی فکری، اخلاقی اور روحانی بحرانوں سے نجات کے لیے انسان کی نظریں ادیانِ سماوی کی طرف اٹھتی ہیں جو ایک مکمل ضابطہ حیات فراہم کرتے ہیں۔

ادیانِ سماوی کا تعارف:

ادیانِ سماوی (Divine Religions) وہ ادیان ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے برگزیدہ انبیاء کے ذریعے انسانیت کی رہنمائی کے لیے نازل کیے گئے۔ ان میں تین بڑے مذاہب: یہودیت، عیسائیت، اور اسلام شامل ہیں۔ ان مذاہب کی بنیاد وحی، توحید، نبوت، آخرت، اخلاقیات، اور عدل و انصاف جیسے عقائد پر قائم ہیں۔ ادیانِ سماوی نے انسان کو یہ شعور دیا کہ وہ محض ایک مادی مخلوق نہیں بلکہ ایک باشعور، مقصدِ حیات رکھنے والا اشرف المخلوقات ہے۔

عقل و شعور میں ادیانِ سماوی کا کردار:

ادیانِ سماوی نے انسان کو اندھی تقلید اور جمود سے نکال کر تحقیق، تدبر اور تفکر کی دعوت دی۔ یہ ادیان صرف عبادات کا مجموعہ نہیں بلکہ مکمل فکری نظامِ حیات پیش کرتے ہیں۔ عقل کو انسانی فضیلت اور امتیاز کا ذریعہ قرار دیتے ہوئے انبیاء کرامؑ نے وحی الہی کے ذریعے عقل و شعور کو جلا بخشی۔ قرآن مجید میں بارہا عقل کا تذکرہ آتا ہے: "أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟) جیسی آیات انسان کو غور و فکر کی دعوت دیتی ہیں۔ اسلام میں عقل اور وحی کے درمیان تضاد نہیں بلکہ توازن اور ہم آہنگی ہے، جہاں وحی عقل کو رہنمائی فراہم کرتی ہے اور عقل وحی کو سمجھنے کا ذریعہ بنتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کا فکری سفر، حضرت موسیٰؑ کے ساتھ فرعون کا مکالمہ اور حضرت عیسیٰؑ کی حکیمانہ مثالیں اس بات کا ثبوت ہیں کہ ادیانِ سماوی ہمیشہ انسان کو باشعور، بیدار ذہن، اور حق کو پہچاننے والا بنانا چاہتے ہیں۔ اسلام نے تو باقاعدہ عقل کو ایمان کا لازمی حصہ قرار دیا۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان مفکرین، مفسرین اور فلسفیوں نے عقل و نقل کے درمیان ہم آہنگی کی کوششیں کیں۔ امام غزالیؒ (۳)، ابن رشد، ابن سینا اور فارابی جیسے مفکرین نے وحی کی روشنی میں انسانی عقل کی بھرپور وضاحت کی اور انسانی سوچ کو تبدیل کیا جس نے دنیا بھر میں علمی و فکری ترقی کی بنیاد رکھی۔

ادیانِ سماوی نے عقل کو جو دوسے نکال کر حرکت دی، اسے سوال اٹھانے، حقیقت کو تلاش کرنے اور حقائق پر غور کرنے کی ترغیب دی۔ اسی بنیاد پر انسانی شعور نے ارتقاء کیا اور فکری اعتبار سے تہذیب و تمدن کی بنیادیں مستحکم ہوئی۔

قرآنی دلائل:

1۔ ہدایتِ الہی کے بغیر عقل ناکافی ہے

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو جو عقل دی ہیں وہ ہدایت کے بغیر ناقص ہیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا" (4)

ترجمہ: ہم نے انسان کو راستہ دکھا دیا، اب چاہے شکر گزار بنے یا ناشکر۔

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ نے انسان کو عقل دی، مگر ساتھ ہی وحی کے ذریعے راہِ حق واضح کی تاکہ انسان اپنی عقل کو درست سمت میں استعمال کرے۔

2. قرآن عقل کو دعوت دیتا ہے

قرآن مجید بار بار عقل سے کام لینے کی دعوت دیتا ہے جیسے: "أَفَلَا تَعْقِلُونَ" کیا تم عقل نہیں رکھتے؟

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"أَفَلَا يَتَذَكَّرُونَ الْفُرْقَانَ" کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟

یہ الفاظ بار بار قرآن میں آئے ہیں۔ یہ بتاتے ہیں کہ آسمانی دین (خصوصاً اسلام) نے عقل و شعور کو دیا نہیں، بلکہ اسے غور و فکر کی راہ دکھائی۔

3. وحی عقل کو مکمل کرتی ہے

"اللَّهُ نُورُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" (5)

اللہ کا نور ہی انسان کی عقل و بصیرت کو روشنی بخشتا ہے۔

یعنی وحی کے بغیر عقل اندھیرے میں ہے، اور دینِ الہی اس اندھیرے کو روشنی میں بدل دیتا ہے۔

4. انبیاء کا مقصد شعورِ انسانی کو بیدار کرنا ہے

"لَقَدْ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَيِّنَاتِ وَأَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتَابَ وَالْمِيزَانَ" (6)

یعنی ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا تاکہ انسان عدل، علم اور شعور کی بنیاد پر زندگی گزارے۔ جس کی وجہ سے انسانوں کو ان کی مقصدِ حیات معلوم ہوا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے جس مقصد کے لیے پیدا کیا وہ معرفتِ الہی اور عبادتِ الہی ہے۔

احادیثِ مبارکہ سے دلائل:

1۔ عقل کی فضیلت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

"مَا قَسَمَ اللَّهُ لِعِبَادِهِ شَيْئًا أَفْضَلَ مِنْ الْعَقْلِ"

"اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں عقل سے زیادہ قیمتی چیز کوئی تقسیم نہیں کی۔" (7)

تشریح: اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ انسان کی عقل و شعور اللہ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور یہی نعمت آسمانی تعلیمات کے ذریعے انسانوں کو ودیت کی گئی ہے۔

2۔ علم اور دین

علم اور دین جدا نہیں علم قرآن و حدیث کے تابع ہے۔ دین اسلام سرِ پایا علم ہے۔ جو علم دین سے ماخوذ نہیں جہالت ہے۔ علم نظر کی درستی اور دل کی پاکیزگی کے لیے ہے۔ دین کی ترجیحات کے اعتبار سے علم قرآن و سنت اور سیرت رسول ﷺ سے اخذ ہے تو زندگی کے لیے اس کی اہمیت ہے اس لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

”إِنَّمَا يُدْرِكُ الْخَيْرُ كُلُّهُ بِالْعَقْلِ، وَلَا دِينَ لِمَنْ لَا عَقْلَ لَهُ“

ترجمہ: تمام بھلائیاں عقل ہی سے حاصل کی جاتی ہیں، اور جس کے پاس عقل نہیں، اس کا کوئی دین نہیں۔^(۸) یہ حدیث ظاہر کرتی ہے کہ دین اور عقل لازم و ملزوم ہیں۔ آسمانی مذاہب عقل کو دباتے نہیں بلکہ اسے رہنمائی دیتے ہیں۔

3. غور و فکر کی ترغیب

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”تَفَكَّرْ سَاعَةً خَيْرٌ مِنْ قِيَامٍ لَيْلَةٍ“

ایک گھڑی غور و فکر کرنا ایک رات کی عبادت سے بہتر ہے۔^(۹)

انجیل یوحنا سے دلیل:

“The true light that gives light to everyone was coming into the world.”⁽¹⁰⁾

خدا نے انسان کو عقل اور نورِ فہم عطا کیا یعنی وہ حقیقی نور جو ہر انسان کو منور کرتا ہے، دنیا میں آ رہا تھا۔

تعلیم و تربیت میں ادیانِ سماوی کی رہنمائی:

تمام آسمانی مذاہب نے تعلیم و تربیت پر زور دیا۔ اسلام نے ”اَفْرَأُ“ (پڑھ) جیسے لفظ سے علم کی اہمیت واضح کیا ہے۔ قرآن کریم نے علم کو روشنی قرار دیتا ہے، اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ“⁽¹¹⁾

ترجمہ: ”علم حاصل کرنا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔“

اسی طرح حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو اخلاق، حکمت، اور خدا سے محبت کا درس دیا، جبکہ حضرت موسیٰؑ نے بنی اسرائیل کے لیے شریعت اور عدل کا ضابطہ پیش کیا۔ ان تعلیمات نے نسل در نسل انسانوں کے فکری اور اخلاقی معیار کو بہتر کیا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں علم کی فضیلت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ

”کیا علم والے اور جاہل برابر ہو سکتے ہیں؟“⁽¹²⁾

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک علم و شعور رکھنے والے انسان کی قدر و منزلت بلند ہے۔

1۔ تربیت کا مقصد:

تربیت کا مقصد یہی ہے کہ علم کو عمل میں لایا جائے چنانچہ اس مقصد کے تحت رسول ﷺ دنیا میں تشریف لائے قرآن مجید نے اس

کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا... يُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

”وہی ہے جس نے امیوں میں ایک رسول بھیجا جو انہیں پاک کرتا ہے اور کتاب و حکمت سکھاتا ہے۔“⁽¹³⁾

یہ آیت تعلیم کے ساتھ تزکیہ و تربیت کو بھی دین کا مرکزی مقصد بتاتی ہے۔ نبی ﷺ کی بعثت تعلیم و اخلاقی تربیت دونوں کے لیے تھی۔

2- سابقہ آسمانی مذاہب کی تعلیمات:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار سابقہ ادیان کی تعلیمات کا تذکرہ کیا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتَابَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ۔ (14)

اور ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ لوگ ہدایت پائیں۔ تورات، انجیل اور زبور سمیت تمام آسمانی کتابوں کا بنیادی مقصد انسان کی تعلیم و اصلاح تھا، تاکہ وہ ہدایت اور شعور کی راہ پر چلے اور اپنے آپ کو گمراہی سے بچائے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل دے کر اچھے اور برے کی تمیز سیکھائی۔

سائنسی سوچ اور ادیانِ سماوی:

ادیانِ سماوی کا بنیادی مقصد انسان کی ہدایت، اخلاقی تربیت اور روحانی فلاح ہے، لیکن ان کا دائرہ صرف عبادت تک محدود نہیں۔ آسمانی مذاہب نے انسان کو کائنات پر غور و فکر کی ترغیب دے کر سائنسی سوچ (Scientific Thinking) کی بنیاد رکھی۔ سائنسی انسان کی سوچ اصل میں کائناتی مظاہر کی عقلی، مشاہداتی اور تجرباتی تحقیق کا نام ہے، اور ادیانِ سماوی بالخصوص اسلام نے اس طرزِ فکر کو نہ صرف جائز قرار دیا بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کی۔

قرآن مجید میں بار بار ایسے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو تحقیق، مشاہدے اور تدبیر پر ابھارتے ہیں:

"أَوَلَمْ يَنْظُرُوا فِي مَلَكُوتِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ" (15)

ترجمہ: "کیا وہ آسمانوں اور زمین کے نظام پر غور نہیں کرتے؟"

"إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ... لَايَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ" (16) —

"بینک آسمانوں اور زمین کی تخلیق میں عقل والوں کے لیے نشانیاں ہیں۔"

اسلام نے کائنات کو "کتابِ کبیر" (17) قرار دیا، جسے پڑھنے اور سمجھنے کی دعوت ہر انسان کو دی گئی۔ قرآن میں درجنوں آیات زمین و آسمان، نباتات، حیوانات، پانی، ہوا، سورج، چاند، ستارے، انسان کے اعضاء، اور دیگر فطری مظاہر کے ذکر سے بھرپور ہیں، جو محض مذہبی وعظ نہیں بلکہ انسان کو سوچنے کی ترغیب پر آمادہ کیا ہے۔

یہی سوچ مسلمانوں میں علمی و سائنسی تحریک کا باعث بنی۔ عباسی دور میں جب قرآن و سنت کی روشنی میں سائنسی علوم کو ترقی دی گئی تو ابنِ الہیثم (optics)، جابر بن حیان (chemistry)، الرازی (medicine)، الخوارزمی (mathematics)، البیرونی (astronomy) جیسے عظیم سائنسدان سامنے آئے، جنہوں نے نہ صرف اسلامی دنیا بلکہ مغربی تہذیب کو بھی متاثر کیا۔ ان کا علم وحی سے متصادم نہیں بلکہ اس کا تسلسل تھا، کیونکہ وہ سائنس کو دین کی تفہیم کا ذریعہ سمجھتے تھے۔

ادیانِ سماوی، خصوصاً اسلام، نے اس نظریہ کو مسترد کیا کہ سائنس اور مذہب ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ بلکہ ان مذاہب نے عقل، تجربہ اور وحی کو ساتھ لے کر چلنے کی فکر دی۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی نشاۃ الثانیہ (Renaissance) کی تحریک میں اسلامی سائنسدانوں کی خدمات اور مذہبی فکر کی جھلک واضح نظر آتی ہے۔

عیسائیت میں بھی بعض مفکرین جیسے Saint Augustine اور Thomas Aquinas نے خدا کے وجود اور کائناتی نظام پر عقلی دلیل کو پسند کیا۔ اسی طرح یہودیت میں Maimonides جیسے فلسفی Rabbis نے وحی اور سائنس کو ہم آہنگ کرنے کی کوشش کی۔

اسی طرح ایوب (Job) میں بھی سائنسی سوچ کو سراہا ہے جیسے:

”Ask the animals and they will teach you. Speak to the earth, and it will teach you.”¹⁸

لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ ادیانِ سماوی نے انسان کو کائنات کے مشاہدے، قوانینِ فطرت کی تلاش، اور تجربات کے ذریعے علم حاصل کرنے کی ترغیب دی، جس نے سائنسی سوچ کو ہمیز دی اور فکری ترقی کی بنیاد فراہم کی۔

انسان حقوق اور فکری آزادی:

انسان کو اشرف المخلوقات کا درجہ اس کے شعور، عقل اور ارادے کی آزادی کی بنیاد پر حاصل ہوا۔ ہر انسان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ آزادانہ سوچے، سنے، سمجھے، اور اپنے نظریات کا اظہار کرے۔ اسی آزادی کا ایک پہلو انسانی حقوق (Human Rights) اور فکری آزادی (Freedom of Thought) ہے۔ یہ دونوں تصورات نہ صرف آج کی دنیا میں اہمیت رکھتے ہیں بلکہ الہامی مذاہب، بالخصوص اسلام نے ان کی بنیاد بہت پہلے رکھ دی تھی۔

1. انسانی حقوق کا مفہوم:

انسانی حقوق سے مراد وہ بنیادی حقوق ہیں جو ہر انسان کو صرف انسان ہونے کے ناطے حاصل ہوتے ہیں، جیسے:

1. زندگی کا حق

2. عزت و احترام کا حق

3. آزادی و مساوات کا حق

4. تعلیم و انصاف کا حق

5. مذہب و ضمیر کی آزادی

یہ حقوق اقوام متحدہ کے عالمی منشور میں تو درج ہیں، لیکن ان کی اصل جڑیں ادیانِ سماوی میں موجود ہیں۔

1- زندگی کا حق (Right to Life)

”زندگی کا حق“ انسان کا سب سے بنیادی اور مقدس حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو عزت، حرمت اور زندگی عطا کی، اور اسے کسی دوسرے کے لیے ناحق ختم کرنا ناقصانِ پیمانہ قرار دیا۔ ادیانِ سماوی، خصوصاً اسلام نے زندگی کے احترام، بقا، اور تحفظ کا جامع نظام پیش کیا۔

قرآن کریم میں زندگی کے حق کی تعلیم:

1. زندگی کا تقدس:

زندگی اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمت ہے اور اس نعمت کی قدر و حفاظت ہر انسان پر لازم ہے اس لیے اللہ تعالیٰ نے انسانی قتل کو حرام قرار دے کر ارشاد فرمایا: وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ“ اور کسی جان کو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، ناحق قتل نہ کرو۔ (19) اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کی جان کو حرمت بخشی۔ کسی بھی بے گناہ انسان کا قتل گویا پوری انسانیت کا قتل ہے۔

2. انسانیت کی بقا کا حکم:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ... فَكَأَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيعًا

”جس نے کسی ایک جان کو ناحق قتل کیا، گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کیا۔“ (20)

قرآن نے ایک انسانی جان کی قدر کو پوری انسانیت کے برابر قرار دیا۔ یہ اسلام کا سب سے مضبوط اخلاقی اصول ہے۔

3. زندگی کی بھانکے وسائل:

وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ

”اپنے آپ کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔“⁽²¹⁾

یہ آیت خودکشی، لاپرواہی یا ایسی کسی حرکت سے منع کرتی ہے جو اپنی یا دوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالے۔

2. فکری آزادی کا مفہوم:

فکری آزادی کا مطلب ہے کہ انسان کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ:

1. اپنی رائے قائم کرے
2. حق و باطل میں تمیز کرے
3. اپنی مذہبی، سیاسی، یا سائنسی فکر کا اظہار کرے
4. بغیر جبر و اکراہ کے سچائی کو تلاش کرے

3. اسلام میں انسانی حقوق اور فکری آزادی:

(الف) قرآن کا پیغام:

"لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّينِ" ⁽²²⁾

ترجمہ: دین میں کوئی زبردستی نہیں۔

یہ آیت فکری آزادی کی واضح مثال ہے۔ اسلام نہ صرف انسانی زندگی کی حفاظت کرتا ہے بلکہ سوچنے، سمجھنے اور تحقیق کرنے پر زور دیتا ہے۔

(ب) نبی کریم ﷺ کی سیرت:

مدینہ کے غیر مسلموں کو مذہبی آزادی دی گئی اسی طرح بدر کے قیدیوں کو علم کے بدلے آزادی دی گئی۔ ہر کسی کو سوال کرنے، رائے دینے اور مکالمہ کرنے کی حوصلہ افزائی کی گئی۔

4. مغربی دنیا میں انسانی حقوق:

مغرب میں انسانی حقوق کی باقاعدہ جدوجہد 18 ویں صدی میں شروع ہوئی، اور 1948ء میں اقوام متحدہ نے Universal Declaration of Human Rights منظور کی، جس میں ہر انسان کو فکری آزادی، مذہبی آزادی، اظہارِ رائے کی آزادی کو بنیادی انسانی حقوق تسلیم کیا گیا۔ تاہم یہ حقوق سیاسی مفادات کی بھینٹ چڑھتے رہتے ہیں، جب کہ ادیانِ سماوی نے ان کو مقدس فریضہ قرار دیا۔

تاریخی پس منظر

- یونانی و رومی دور: ابتدائی مغربی فکر میں انسان کو سیاسی شہری (Citizen) کے طور پر دیکھا گیا، جہاں حقوق صرف شہریوں تک محدود تھے۔
- قرونِ وسطیٰ: کلیسائی اثر کے تحت عام انسان کے حقوق محدود ہو گئے۔
- نشاۃ ثانیہ (Renaissance) اور روشن خیالی (Enlightenment): اس دور میں انسان کی عقل، آزادی اور انفرادی تشخص کو مرکزیت ملی۔ فلسفیوں جیسے جان لاک، ٹھاکر روسو، اور ولشیر نے انسانی مساوات اور آزادی کے نظریات کو فروغ دیا۔

مغربی دنیا میں انسانی حقوق کے بنیاد اصول:

- زندگی، آزادی اور سلامتی کا حق
- اظہار رائے اور مذہب کی آزادی
- انصاف تک رسائی کا حق
- تعلیم اور کام کا حق
- ظلم، تشدد اور امتیاز سے آزادی

انسان کی فکری ترقی میں انبیاء کرام کی فکری خدمات:

انسانی تاریخ میں اگر کوئی طبقہ ایسا ہے جس نے انسانی فکر کو سب سے زیادہ متاثر کیا، تو وہ انبیاء کرام علیہم السلام کا طبقہ ہے۔ انبیاء صرف مذہبی رہنما نہیں تھے بلکہ فکری، اخلاقی، روحانی، اور معاشرتی اصلاح کے عظیم علمبردار بھی تھے۔ انہوں نے جہالت، شرک، ظلم، اور معاشرتی بے راہ روی کے اندھیروں میں علم، ہدایت، اور بصیرت کی روشنی دی۔

1۔ فکری رہنمائی کا آغاز وحی سے

انسانی عقل اپنی جگہ ایک قیمتی نعمت ہے، مگر وحی کے بغیر وہ صحیح سمت متعین نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"وَعَلَّمَ آدَمَ الْأَسْمَاءَ كُلَّهَا" (23)

"اور اللہ نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔"

یہ پہلی وحی انسانی فکر و علم کی بنیاد بنی، جس سے انسان کو علم، تمیز اور فہم و ادراک عطا ہوا۔

2۔ انبیاء نے عقل کو وحی کی روشنی میں پروان چڑھایا

انبیاء نے انسان کو سکھایا کہ عقل کو صرف دنیاوی مفاد کے لیے نہیں بلکہ حق و باطل کی تمیز، عدل، اور ایمان کی جستجو کے لیے استعمال کیا جائے۔

قرآن میں ارشاد ہے: أَفَلَا تَعْقِلُونَ

"کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟"

یہ آیات بتاتی ہیں کہ اسلام میں عقل کو دینی شعور کا لازمی حصہ قرار دیا گیا ہے۔

2۔ انبیاء علیہم السلام کی فکر کا سرچشمہ وحی:

انبیاء کی فکر ذاتی یا فلسفیانہ تجربہ نہیں تھی بلکہ وہ الہی وحی پر مبنی تھی۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ، إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" (24)

یعنی انبیاء کی گفتگو اور تعلیمات ذاتی رائے نہیں بلکہ وحی الہی ہوتی ہیں، جو انسان کو حقیقی فکری آزادی اور راہ ہدایت عطا کرتی ہے۔

اسی طرح بائبل میں بھی اس کی طرف اشارہ کیا گیا ہے جیسے: کسی رویا (یعنی وحی) کے بغیر قوم بے قابو ہو جاتی ہے (25)۔

"where there is no version, the people perish but he that keepeth the law, happy is he"

3۔ انبیاء نے انسان کو توہمات سے نکال کر حقیقت کی طرف بلایا

قدیم اقوام میں بت پرستی، جادو، اور اوہام کا غلبہ تھا۔ انبیاء نے آکر انسان کو بتایا کہ کائنات کا نظام ایک خدا کے حکم سے چل رہا ہے، اور اسی کو پہچاننا

ہی علم و شعور کی بنیاد ہے۔ حضرت ابراہیمؑ نے جب سورج، چاند، اور ستاروں کی پرستش کو رد کیا تو دراصل انہوں نے فکری آزادی کی بنیاد رکھی۔

"ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَا أُحِبُّ الْآفِلِينَ²⁶ "ترجمہ: میں ڈوب جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

2. توحید کی دعوت اور فکری انقلاب:

تمام انبیاء نے انسان کو فکری غلامی، شرک، اور خرافات سے نکال کر توحید کی طرف بلایا۔ توحید کا پیغام ہی وہ بنیاد ہے جس نے انسان کو آزاد فکر، مقصد زندگی، اور کائنات میں اپنے مقام کا شعور عطا کیا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے شرک کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتوں کی پوجا کو چیلنج کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے جبر اور فکری استبداد کے خلاف قیادت کی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے روحانیت اور تزکیہ نفس کی دعوت دی۔ حضرت محمد ﷺ نے مکمل فکری، روحانی، سماجی اور علمی انقلاب برپا کیا۔

3. عقل و شعور کو بیدار کرنے کی کوشش:

انبیاء نے نہ صرف عقیدہ سکھایا بلکہ عقل، تدبر اور تفکر کی دعوت بھی دی۔

قرآن بار بار پوچھتا ہے: "أَفَلَا تَعْقِلُونَ؟" "أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ؟"

یعنی کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے؟ کیا تم غور و فکر نہیں کرتے؟ یہ انداز دعوت سوچنے، سمجھنے اور سچائی کو تلاش کرنے کا جذبہ پیدا کرتا ہے۔

4. اخلاقی اقدار کی تعلیم:

اخلاقی اقدار کے بغیر تعلیم ناممکن ہے۔ اخلاقی اقدار انسان کے کردار کو جلا بخشتی ہے۔ انسان میں خالق و مخلوق کے تعلق کو فروغ دیتی ہے۔ انبیاء نے انسانیت کو اعلیٰ اخلاقی اقدار سکھائیں۔ جیسے: عدل و انصاف، سچائی، رحم و شفقت، امانت و دیانت اور تحمل و برداشت۔ یہ تمام اخلاقی تعلیمات فکری تربیت کا اہم حصہ ہیں۔

خلاصہ بحث

ادیانِ سماوی نے انسان کی فکری ترقی میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ ان مذاہب نے انسان کو خالق حقیقی کی معرفت، کائنات میں غور و فکر، اور عقل کو ادیانِ سماوی کے مطابق استعمال کرنے کی دعوت دی۔ توحید کے تصور نے انسانی فکر کو انتشار و شرک سے نجات دے کر وحدانیت کا عقیدہ عطا کیا، جبکہ وحی نے علم، عمل، اخلاق اور عدل کے اصول سکھائے۔ انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات نے انسان کو نہ صرف روحانی طور پر بیداری کیا بلکہ سائنسی و عقلی جستجو کا شعور بھی دیا۔ یوں ادیانِ سماوی نے انسان کو مادی و اخلاقی دونوں جہات میں ترقی کی راہ دکھائی اور اس کی فکری و تہذیبی زندگی کو متوازن راہ بخشی۔

نتائج

اس تحقیق کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے کہ:

1. تعلیمی نظام میں دینی اور سائنسی علوم کو ساتھ پڑھایا جائے تاکہ عقل اور وحی کے درمیان توازن قائم رہے۔
2. نوجوان نسل میں قرآن و سنت کی روشنی میں فکری و اخلاقی تربیت کو فروغ دیا جائے تاکہ ان کی سوچ مثبت، تعمیری اور قرآن کے مطابق بنے۔
3. مختلف ادیان و مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان فکری و اخلاقی بنیادوں پر مکالمے کا اہتمام کیا جائے تاکہ مشترکہ اقدار کو سمجھا اور اپنایا جاسکے۔
4. تعلیمی اداروں میں اخلاقیات، عدل، اور روحانی فکر سے متعلق مضامین کو لازمی حصہ بنایا جائے۔
5. معاشرے میں قرآن فہمی اور تدبر قرآن کی تحریکیں چلائی جائے تاکہ لوگ وحی کی روشنی میں اپنے فکری اور عملی مسائل حل کر سکیں۔

حوالہ جات:

- ¹ - قرآن مجید، سورۃ البقرہ: 44
- ² - سورۃ الانعام: 50
- ³ - ابو حامد، امام، محمد بن محمد غزالی (450ھ / 1058ء - 505ھ / 1111ء) عالم اسلام کے جلیل القدر مفسر، فقیہ، فلسفی، متکلم اور صوفی تھے۔ آپ نے اسلامی علوم کے ساتھ ساتھ یونانی فلسفے، منطق اور تصوف میں بھی گہری بصیرت حاصل کی۔ امام غزالی کو "حجۃ الاسلام" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے
- ⁴ - سورۃ الدھر: 3
- ⁵ - سورۃ النور: 35
- ⁶ - سورۃ الحديد: 25
- ⁷ - سنن ابن ماجہ، کتاب السنۃ، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، سنن ابن ماجہ: 3841
- ⁸ - مسند احمد: 8797
- ⁹ - البیہقی الشافعی، أبو بکر أحمد بن الحسن بن علی بن موسی، شعب الایمان للبیہقی: 58
- ¹⁰ - Holy Bible, John 1:9
- ¹¹ - محمد بن یزید، ابو عبد اللہ، امام ابن ماجہ، کتاب العلم، باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم، حدیث: 224
- ¹² - سورۃ الزمر: 9
- ¹³ - سورۃ الجمعہ: 2
- ¹⁴ - سورۃ المؤمنون: 49
- ¹⁵ - سورۃ الاعراف: 185
- ¹⁶ - آل عمران: 190
- ¹⁷ - کتاب کبیر سے مراد یہ پوری کائنات ہے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرتی ہے۔
- ¹⁸ - ایوب (Job) 12:7-10
- ¹⁹ - سورۃ الاسراء: 33
- ²⁰ - سورۃ المائدہ: 32
- ²¹ - سورۃ البقرہ: 195
- ²² - البقرہ: 256
- ²³ - البقرہ: 31
- ²⁴ - النجم: 3-4

²⁵ -Bible.(1611).Holy Bible: King james version. Proverbs: 29:18